مارکنگ اسکیم اردو

(Marking Scheme Urdu)

<u>سینئر سیکنڈری اسکول امتحان</u>

مارچ 2015

اردو (الیکٹیو)

Urdu(Elective)

ممتحن حضرات کے لئے عام ہدایات:

(General Instructions for Head Examiners and Examiners)

ممتحن حضرات کو چاہیے کہ کاپیوں کی اصلاً چیکنگ شروع کرنے سے قبل وہ کاپیوں کی چیکنگ کے لیے رہنمائی کے جو نکات طے کیے گئے ہیں ان نکات کو خوب سمجھ بوجھ کر ذہن نشین کرلیں۔

امتحان کی کاپیوں کی جانچ کے لئے یکسوئی کے ساتھ ساتھ صبر وتحمل کی ضرورت ہوتی ہے۔سرسری انداز سے کاپیوں کی چیکنگ کر دینا خود ہماری دیانت داری اور خلوص کو مجروح کرتا ہے۔اس طرح کی چیکنگ میں بہت سی ناہمواریاں بھی رہ جاتی ہیں۔دوران چیکنگ کچھ اساتذہ نرمی کا رخ اختیار کرتے ہیں تو کچھ خاصے سخت ہوجاتے ہیں۔ دونوں ہی صورتوں میں طلبا کے نتائج متاثر ہوتے ہیں۔ چنانچہ اس طرح کی ناہمواریوں سے بچنے کے لئے کافی غور وخوض کے بعد ان نکات کا تعین کیا گیا ہے جس پر عمل درآمد کرکے ہم معیاری انداز سے کاپیوں کی جانچ کر پائیں گے۔

کاپیوں کی چیکنگ کے سلسلے میں رہنمائی کے جو نکات پیش کئے جا رہے ہیں ضروری نہیں کہ طلبا کے جوابات نمونے کی تشریح اور توضیح ہی کے انداز پر ہوں۔مرکزی خیال والے سوالات کے جوابات میں انداز بدل

سکتا ہے۔لیکن ہمارا خیال ہے کہ نمبروں کی تقسیم پر اس سے کوئی خاص اثر نہیں پڑے گا۔آپ کو ہر حال میں مارکنگ اسکیم کے دائرے میں رہ کر ہی چیکنگ کا عمل انجام دینا ہے تاکہ ماضی میں ہوتی رہی ناہمواریوں کو دور کیا جاسکے۔

امید ہے کہ اس صبر آزما کام کو آپ اپنا فرض سمجھ کر انجام دیں گے۔

ممتحن حضرات کا رویہ مشفقانہ ہونا چاہیے قواعد اور املا کی معمولی غلطیوں کو نظر انداز کر دیا جائے تو بہتر ہوگا۔

صدر ممتحن(Head Examiner)اس بات کو ہر طرح سے یقینی بنائیں کہ مارکنگ اسکیم پر سختی سے عمل ہو رہا ہے۔کچھ اساتذہ مارکنگ اسکیم(Marking Scheme) کو نظر انداز کرتے ہوئے اپنے روایتی انداز سے مارکنگ کرتے ہیں جس سے طلبہ کے نتائج متاثر ہوتے ہیں۔اس طرف صدر ممتحن کو خصوصی توجہ دینی ہے۔

(1) سپریم کورٹ کے حالیہ حکم نامہ کے مطابق اب طلبہ اپنے جوابات کی کاپیوں کی عکسی کاپی (فوٹو کاپی) مقررہ فیس جمع کرکے سی۔بی۔ایس۔ای۔ سے حاصل کر سکتے ہیں اس لئے صدر ممتحن/ممتحن حضرات کو ہدایت دی جاتی ہے کہ کاپیوں کی چیکنگ میں کسی قسم کی کوئی لاپرواہی نہ برتیں اور مارکنگ اسکیم پر سختی سے عمل کریں۔

(2) صدر ممتحن اس بات کا اطمینان کرنے کے لئے کہ کاپیوں کی جانچ مارکنگ اسکیم(Marking Scheme) کے مطابق ہو رہی ہے،وہ ممتحن کی جانچی ہوئی ابتدائی پانچ کاپیوں کا باریک بینی سے جائزہ لے گا۔جائزہ لینے اور یہ اطمینان کرنے کے بعد ہی کہ کاپیوں کی جانچ مارکنگ اسکیم کے مطابق ہو رہی ہے ممتحن کو مزید کاپیاں جانچنے کے لیے دے گا۔

(3) ممتحن حضرات کو کاپیاں جانچ کے لئے صرف اسی وقت دی جائیں جب جانچ کے پہلے دن ممتحن اجتماعی یا انفرادی طور پر مارکنگ اسکیم پر تبادلۂ خیال کر چکے ہوں۔

(4) کاپیوں کی جانچ مارکنگ اسکیم میں دی ہوئی ہدایت کے مطابق ہی کی جائے گی۔یہ جانچ بھی ممتحن کے اپنے روایتی اندازِ فکر اپنے تجربے اور کسی دیگر بات کو مدنظر رکھ کر نہیں بلکہ صرف مارکنگ اسکیم کو ذہن میں رکھتے ہوئے کی جائے۔

(5) اگر کسی سوال کے کئی جزو ہیں تو ہر جزو کے نمبر بائیں ہاتھ کے حاشیہ میں الگ الگ دیے جائیں اور پھر تمام اجزا میں حاصل نمبروں کو جمع کر کے سوال کے آخر میں حاشیئے میں لکھ کر اس کے گرد دائرہ بنا دیا جائے۔

(6) اگر کوئی طالب علم ایسا جواب لکھتا ہے جو مارکنگ اسکیم میں موجود نہیں ہے لیکن وہ جواب صحیح ہے تو صدر ممتحن سے مشورہ کے بعد نمبر دیے جائیں۔

(7) اگر کوئی طالب علم دریافت کیے گئے جوابات سے زیادہ یعنی ایکسٹرا جواب لکھتا ہے تو جو جواب زیادہ معیاری ہواس پر نمبر دیا جائے اور کم معیاری جواب کو زائد (Extra) تصور کرتے ہوئے کاٹ کر وہاں Extra لکھ دیا جائے۔ اور اگر کوئی طالب علم دریافت کیے گئے جوابات سے زیادہ جواب تحریر کر دیتا ہے اور پھر غلطی سے یا جلد بازی میں انھیں کاٹ دیتا ہے تو ایسی صورت میں زیادہ معیاری جواب کو ہی مطلوبہ جواب تصور کرتے ہوئے نمبر دیے جائیں۔

(8) اگر کوئی طالب علم دئے ہوئے اقتباس یا اس کے کسی حصے کو اپنے جواب کے لئے استعمال کرتا ہے مثلاً اقتباس میں دی ہوئی معلومات کو اپنے مضمون کے لئے استعمال کرتا ہے تو اس کے نمبر نہیں کاٹے جائیں گے سوائے اس کے کہ اس کا جواب دریافت کئے گئے سوالات سے مطابقت نہ رکھتا ہو۔

(9) ممتحن حضرات کو سب ہی سیٹ کے سوال ناموں کی مارکنگ اسکیم کا باریک بینی سے مطالعہ کرنا چاہیے۔ جس سے کہ وہ ہر سیٹ کی مارکنگ اسکیم سے بخوبی واقف ہو سکیں۔

(10) ممتحن حضرات کو چاہیے کہ جواب کی ہر کاپی کو کم سے کم پندرہ سے بیس منٹ کا وقت دیتے ہوئے اس طرح چیک کریں کہ روز بیس سے پچیس کاپی چیک کرنے میں پانچ سے چھ گھنٹے ضرور لگیں۔

(11) ممتحن حضرات اس بات کا خاص خیال رکھیں کہ کاپیوں کی جانچ مارکنگ اسکیم میں بتائی گئی نمبروں کی تقسیم کے مطابق ہی ہو۔

(12) ممتحن حضرات کو یہ بات ذہن نشین کر لینی چاہئے کہ ان کے پاس ایک نمبر (1) سے لے کر سو (100) نمبر تک کا پیمانہ ہے۔ برائے کرم اگر کسی سوال کا جواب درست ہے تو صد فی صد (100%) نمبر دینے سے گریز نہ کریں۔

(13) صدر ممتحن/ممتحن حضرات کو ہدایت دی جاتی ہے کہ اگر کاپیوں کی چیکنگ کے دوران کوئی ایسا جواب سامنے آتا ہے جو بالکل غلط ہے تو اس پر کراس (×) کا نشان لگا دیا جائے اور صفر دیا جائے۔

(14) زبان و ادب کی کاپیاں جانچنے والے اکثر حضرات یہ خیال کرتے ہیں کہ کسی طالب علم کو صد فی صد نمبر دینا ناممکن ہے۔ یہ خیال روایتی اور رجعت پسندانہ ہے۔ اس عمل سے گریز کیا جانا اشد ضروری ہے۔

(15) **اقدار پر مبنی سوالات کے سلسلے میں صدر ممتحن/ممتحن حضرات کے لیے خصوصی ہدایت یہ ہے کہ اگر طالب علم مناسب دلیلوں کے ساتھ کوئی ایسا جواب تحریر کرتا ہے جس کا حوالہ مارکنگ اسکیم میں موجود نہیں ہے تو اسے بھی درست تصور کیا جائے اور پورا پورا نمبر دیا جائے۔**

(16) جب طلبا تخلیقی اظہار کرتے ہوں تب ان کے خوشخط اور املا پر بھی نمبر دینے کا خیال رکھیں۔

Code No. 30

مارکنگ اسکیم

اردو (الیکٹو)

کل نمبر 100 **وقت 3 گھنٹے**

1۔ درج ذیل میں سے کسی ایک عبارت کو غور سے پڑھیے اور اس سے متعلق دیئے گئے سوالوں کے جواب لکھیے۔ **10**

خوجی آزاد کا ایک بگڑا ہوا خاکہ ہونے کے باوجود اپنی ہستی ہم سے منوا لیتا ہے اور سنجیدگی کی دنیا سے باہر نکل کر ہم سے سنجیدہ تنقید کے سارے حربے چھین لیتا ہے۔ لاابالی پن کے باوجود اس میں ایک تسلسل ہے۔ اس کی افیون کی دنیا اس کے چند زبان زد فقرے، قرولی کی ہر قدم پر یاد، آزاد سے محبت، پانی سے خوف، اپنی کمزوریوں اور غلطیوں سے بے خبر ہونا اور اپنے کو حسین اور خوبصورت سمجھنا، اکڑ، غصہ یہ سب اور ایسی بہت سی دوسری باتیں ہندوستان اور ہندوستان کے باہر اس کے ہر عمل اور فعل سے ظاہر ہوتی ہیں، کوئی شخص اس سے سنجیدگی سے باتیں کرنا چاہتا ہے، وہ اپنی نفسی کجروی کی وجہ سے یہی سمجھتا ہے کہ اس کا مذاق اڑا رہا ہے۔ کوئی عورت اس کا قد اور چہری دیکھ کر ہنستی ہے تو وہ سمجھتا ہے کہ اس کی تیز نگاہ سے گھائل ہوگئی۔ خوجی میں ایک دنیادار آدمی کا تدبّر بھی ہے۔

(i) درج بالا اقتباس کس سبق سے لیا گیا ہے، سبق کے مصنف کا نام کیا ہے؟

(ii) اپنی ہستی منوانے کے لیے خوجی کیا کرتا ہے؟

(iii) خوجی کے ہر عمل اور فعل سے کیا باتیں ظاہر ہوتی ہیں؟

(iv) اپنی نفسی کجروی کی وجہ سے خوجی کیا کیا سمجھتا ہے؟

(v) خوجی میں کیا خوبی ہے؟

یا

ڈاکٹر صاحب سچائی کو اس شدت احساس کے ساتھ پیش کرتے ہیں اور اس پر اس سختی سے کاربند ہوتے ہیں کہ اکثر

اوقات ہمدرد بھی مخالف ہوجاتے ہیں لیکن اس کی انھیں کوئی پرواہ نہیں وہ ادیبوں کے مہاتما گاندھی ہیں لیکن ذرا عدم تشدّد کے قائل نہیں اور اگر کبھی ہندوستان میں ایسا قانون نافذ ہوا کہ ادیبوں کو ان کی فکری، ذہنی یا خارجی غلطیوں کی سزا ملنے لگی تو اس احتساب کا محکمہ ڈاکٹر صاحب کے ہی سپرد ہوگا۔ ان کی صاف گوئی سے بہت سے لوگ ان سے گھبراتے ہیں لیکن اس میں ان کی عظمت ہے اور اس صنف میں کوئی ان سے ٹکر لے سکتا ہے تو وہ حسرت موہانی ہیں جو خوش قسمتی سے اس کانفرنس میں تشریف رکھتے تھے اور بلا ناغہ اس کے ہر جلسہ میں شرکت کرتے رہے۔ چنانچہ جب ترقی پسند ادیبوں کی طرف سے عریانی کے خلاف قرارداد پیش کی گئی تو اس کی مخالفت کرنے والے مولانا حسرت موہانی تھے اور قاضی عبدالغفار۔

(i) درج بالا اقتباس کس سبق سے لیا گیا ہے اور سبق کے مصنف کا نام کیا ہے؟

(ii) سچائی کو شدت کے ساتھ کون پیش کرتا ہے اور اس کا نتیجہ کیا ہوتا ہے؟

(iii) ڈاکٹر صاحب سے لوگ کیوں گھبراتے ہیں اور صاف گوئی میں ان سے کون ٹکر لے سکتا ہے؟

(iv) حسرت موہانی اور قاضی عبدالغفار کس قرارداد کی مخالفت کر رہے تھے۔

(v) درج ذیل کی وضاحت کیجیے۔

عدم تشدد — قانون نافذ ہونا

جواب:

(i) سبق کا نام:— خوجی ایک مطالعہ

مصنف کا نام:— احتشام حسین

(ii) اپنی ہستی منوانے کے لیے خوجی سنجیدگی کی دنیا سے نکل کر ہم سے سنجیدہ تنقید کے سارے حربے چھین لیتا ہے۔ لاابالی پن کے باوجود اس میں تسلسل ہے۔

(iii) خوجی کی افیون کی دنیا اس کے چند زبان زد فقرے، قرولی کی ہر قدم پر یاد، آزاد سے محبت، پانی سے خوف اور

غلطیوں سے بے خبر ہونا، اپنے کو خوبصورت سمجھنا، غصہ یہ سب باتیں اور دوسری باتیں ہندوستان اور ہندوستان کے باہر اس کے ہر عمل اور فعل سے ظاہر ہوتی ہیں۔

(iv) اپنی نفسی کجروی کی وجہ سے وہ یہ سمجھتا ہے کہ اس کا مذاق اڑایا جا رہا ہے۔ اگر کوئی عورت اس کا قد اور چہرہ دیکھ کر ہنستی ہے تو وہ سمجھتا ہے کہ وہ اس کی تیز نگاہ سے گھائل ہو گئی ہے۔

(v) خوجی کی خوبی یہ ہے کہ اس میں دنیادار آدمی کا تدبّر ہے۔

یا

جواب:

(i) سبق کا نام:— ''پودے'' جو ایک رپورتاژ ہے۔

مصنف کا نام:— کرشن چندر

(ii) ڈاکٹر صاحب سچائی کو اس شدت احساس کے ساتھ پیش کرتے ہیں۔ اس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ ہمدرد بھی مخالف ہو جاتے ہیں۔

(iii) ڈاکٹر صاحب کی صاف گوئی سے بہت سے لوگ ان سے گھبراتے ہیں۔ ان سے جو ٹکر لے لیتا ہے وہ حسرت موہانی ہے۔

(iv) ترقی پسند ادیبوں کی طرف سے جب عریانی کے خلاف قرارداد پیش کی گئی تو حسرت موہانی اور قاضی عبدالغفار نے اس قرارداد کی مخالفت کی۔

(v) عدم تشدد — بے جا ظلم و زیادتی سے پرہیز

قانون نافذ ہونا — قانون لاگو ہونا

نمبروں کی تقسیم

کل نمبر **2×5 = 10**

2۔ درج ذیل میں سے کسی ایک سوال کا سو(100)الفاظ میں جواب لکھیے۔ 7

(i) اپنی درسی کتاب میں شامل خاکہ کی روشنی میں احمد جمال پاشا کی خاکہ نگاری کا تجزیہ کیجیے۔

(ii) جنگ آزادی کی تاریخ میں جلیاں والا باغ کی کیا اہمیت ہے؟

جواب:

(i) احمد جمال پاشا کی خاکہ نگاری کا تجزیہ

بہت سے ادبا نے خاکے لکھے اور اپنے اپنے انداز میں خوب لکھے۔ ہماری کتاب میں شامل احمد جمال پاشا کا خاکہ ''کلیم الدین احمد'' کئی اعتبار سے دوسروں سے مختلف ہو گیا ہے کیونکہ اس میں اردو کے چند ممتاز ناقد موجود ہیں اس کے علاوہ کئی ادبی معرکوں کا بھی ذکر ہے اور کلیم الدین احمد کے اصول تنقید کا ذکر ہے۔ احمد جمال پاشا نے خاکہ لکھتے وقت اردو کے دو ادبی مراکز لکھنؤ اور علی گڑھ کے ادیبوں کے تاثرات بھی پیش کر کے خاکے کی معنویت بڑھا دی ہے۔

اس خاکہ میں طنز و ظرافت کے ساتھ ساتھ تنقیدی نگاہ کو بھی پاشا نے روا رکھا ہے۔ آل احمد سرور کا بھی ذکر کیا ہے جیسے ایک صاحبزادے نے پوچھا سر یہ کلیم الدین کی کیا اہمیت ہے۔ جواب میں آل احمد کہتے ہیں کہ ''کلیم صاحب اصول تنقید پر زور دیتے ہیں مگر خود اصولوں پر کم چلتے ہیں۔''

اس خاکے میں احمد جمال پاشا نے کلیم الدین کی شخصیت کو ہی اجاگر نہیں کیا بلکہ اصول تنقید شکل و صورت اور ذاتی اوصاف کو سمیٹ لیا ہے اور کہیں بھی پسند یا تعصب سے کام نہیں لیا۔

(ii) جنگ آزادی کی تاریخ میں جلیاں والا باغ کی اہمیت

جنگ آزادی کی تاریخ میں جلیاں والا باغ کی بہت اہمیت ہے کیونکہ اس جلسہ میں جنرل ڈائر کے حکم سے لاکھوں معصوم اور بے گناہ ہندوستانیوں کو گولیوں سے بھون دیا تھا۔ لوگ جلیاں والا باغ میں پر امن تھے اس حادثہ نے جنگ آزادی کی آگ کے شعلوں کو اور زیادہ بھڑکا دیا۔

نمبروں کی تقسیم

کل نمبر **5×1 = 5**

-3 درج ذیل میں سے صرف دوسوالوں کے مختصر جواب لکھیے۔ **10**

(i) علامہ اقبال نے سجاد ظہیر کی باتوں کا کیا جواب دیا؟

(ii) فصل پک جانے پر ہوری کیوں خوش تھا؟

(iii) افسانہ ''میں، وہ'' میں بوڑھے کے کردار کی تصویر کشی کس طرح کی گئی ہے؟

(iv) شہزادے نے ہوا کی دیوی سے کیا سفارش کی اور کیوں؟

جواب:

(i) علامہ اقبال نے کہا تھا کہ ممکن ہے سوشلزم کو سمجھنے میں مجھ سے غلطی ہوئی ہو۔ بات یہ ہے کہ میں نے اس کے متعلق کافی پڑھا بھی نہیں۔ میرا نقطہ نظر آپ جانتے ہیں۔ ظاہر ہے کہ مجھے ترقی پسند ادب اور سوشلزم کی تحریک کے ساتھ ہمدردی ہے۔ آپ لوگ مجھ سے ملتے رہیے۔

(ii) فصل پک جانے پر ہوری اس لیے خوش تھا کیونکہ وہ سوچ رہا تھا کہ کتنا اچھا سے آ پہنچا ہے۔ نہ اہلمد کی دھونس، نہ بنیے کا کھٹکا، نہ انگریز کی زور زبردستی اور نہ زمین دار کا حصہ۔ اس کی نظروں کے سامنے ہرے ہرے خوشے جھوم رہے تھے۔

(iii) افسانہ ''میں وہ'' میں بوڑھے کی تصویر کشی پوری چابک دستی سے کی گئی ہے۔ زندگی کی آخری منزل کی بینچ پر تھکا ماندہ ایک انسان جسے موت نہیں اب زندگی مایوس کر رہی ہے۔ مصنف ہم سے اس طرح متعارف کراتا ہے ''تم مجھ کو سمجھ ہی نہیں سکتے تمھارے پاس کچھ چھوٹ جانے کی یادیں نہیں ہیں۔ یاس اور مایوسی میں ڈوبا ہوا یہ انسان کئی نفسیاتی الجھنوں کا شکار ہے۔ زندگی سے تھک چکا ہے جو زندگی کا تیرتھ یاتری ہے انتر آتما کا تیرتھ یاتری — ضدی اور چڑچڑا بوڑھا جس کے پاس چند یادوں کے سوا کچھ بھی نہیں۔ یہ اوراسی کی طرح کی تلخ و شیریں کے دھندلکے ہیں۔ ہمیں افسانے کا مرکزی کردار نظر آتا ہے جو ایک کامیاب کردار کہا جاسکتا ہے۔

(iv) شہزادے نے ہوا کی دیوی سے سفارش کی کہ وہ اس ملک کے لوگوں کو مالا مال کردے تاکہ وہ سب آرام اور سکون سے رہ سکیں۔

ملک ہوا کے بادشاہ کی موت کے بعد شہزادے کے دل میں اس سرنگ کا راز جاننے کی بے چینی بڑھی جس کا تالہ کھولنے

کے لیے بادشاہ نے منع کیا تھا۔لیکن اس نے تالہ کھول دیا تو اس نے دیکھا کہ یہاں ایسی دنیا ہے جہاں دو طرح کے انسان پائے جاتے تھے۔ایک وہ جو جی رہے تھے اور دوسرے وہ جو جیتے جی مر رہے تھے۔ جب اس نے سبب معلوم کیا تو اسے معلوم ہوا کہ اس ملک میں صرف وہ ہی جی سکتا ہے جس کے پاس کافی پیسہ ہو، کیونکہ یہاں ساری ضرورتیں پیسے ہی سے پوری کی جاتی ہیں۔

نمبروں کی تقسیم

کل نمبر **5 × 2 = 10**

4۔ درج ذیل میں سے کسی ایک حصے کو غور سے پڑھیے اور اس سے متعلق پوچھے گیے سوالات کے جواب لکھیے۔ **10**

زندگی سے ڈرتے ہو؟
زندگی تو تم بھی زندگی تو ہم بھی ہیں!
آدمی سے ڈرتے ہو؟
آدمی تو تم بھی ہو آدمی تو ہم بھی ہیں!
اس سے تم نہیں ڈرتے؟
حرف اور معنی کے رشتہ ہائے آہن سے آدمی ہے وابستہ
آدمی کے دامن سے زندگی ہے وابستہ

(i) درج بالا شعری حصہ کس نظم سے لیا گیا ہے اور اس کے شاعر کا کیا نام ہے؟

(ii) شاعر کس کس سے ڈرنے کے بارے میں پوچھ رہا ہے؟

(iii) شاعر نے آدمی کی کیا تعریف کی ہے؟

(iv) آدمی کس چیز سے وابستہ ہے؟

(v) ''آدمی کے دامن سے زندگی ہے وابستہ'' کا کیا مطلب ہے؟

یا

اول شب وہ بزم کی رونق شمع بھی تھی پروانہ بھی
رات کے آخر ہوتے ہوتے ختم تھا یہ افسانہ بھی

اب شوق سے بگاڑ کی باتیں کیا کرو
کچھ پاگئے ہیں آپ کی طرزِ بیاں سے ہم

منزل عشق پہ یاد آئیں گے کچھ راہ کے غم
مجھ سے لپٹی ہوئی کچھ گرد سفر بھی ہوگی

ہم سے پوچھو کہ غزل کیا ہے غزل کا فن کیا
چند لفظوں میں کوئی آگ چھپادی جائے

دیتے ہیں سراغ فصل گل کا
شاخوں پہ جلے ہوئے بسیرے

(i) اول شب بزم کی رونق کیا تھی اور صبح ہونے پر کیا ہوا؟

(ii) شاعراب شوق سے بگاڑ کی باتیں کرنے کو کیوں کہتا ہے؟

(iii) منزلِ عشق پہ پہنچ کے راہ کے غم کیوں یاد آئیں گے؟

(iv) شاعر کے نزدیک غزل اوراس کافن کیا ہے؟

(v) فصل گل کا سراغ کون دیتا ہے؟

جواب:

(i) نظم ''زندگی سے ڈرتے ہو''

شاعر کا نام:— ن۔م۔راشد

(ii) آدمی آدمی سے ڈرتا ہے اور اپنی زندگی میں ہونے والے خدشات سے ڈرتا ہے۔

(iii) اس کائنات میں انسان کی حیثیت مرکزی ہے وہ آزادی حاصل کرتا ہے اور زندگی میں مسرت وشادمانی لاتا ہے۔

(iv) آدمی دوسرے آدمی سے وابستہ ہیں کیونکہ ایک دوسرے کے بغیر زندگی ناممکن ہے۔

(v) اس کا مطلب ہے کہ انسان کائنات میں مرکزی حیثیت رکھتا ہے۔

یا

(i) شاعر کہتا ہے کہ اول رات میں جب محفل سجتی ہے تو بہت ہی رونق ہوجاتی ہے لیکن جیسے جیسے رات اختتام پر پہنچتی ہے محفل کا عروج زوال میں تبدیل ہوجاتا ہے۔صبح تک تمام رونق ختم ہوجاتی ہے۔جب محفل سجتی ہے تو شمع روشن کی جاتی ہے پروانے اس پر نثار ہوکر اپنی زندگی ختم کردیتے ہیں اور محبت کا یہ فسانہ ختم ہوجاتا ہے۔

(ii) شاعر کہہ رہا ہے کہ محبوب کے طرز بیاں سے ہم حقیقت تک پہنچ گئے ہیں کہ آپ چاہے کتنی ہی بے رخی کی باتیں کریں،ہم تو جانتے ہیں کہ آپ کو ہم سے لگاؤ ہے۔

(iii) سفر کے دوران انسان کو کچھ دشواریاں پیش آتی ہیں۔اس طرح زندگی کا سفر بھی ہماری شخصیت کو تبدیل کردیتا ہے اور پھر تکالیف منزل پر پہنچ کر یاد آتی ہیں۔

(iv) شاعر کہتا ہے کہ غزل اور غزل کا فن یہ ہے کہ چند لفظوں میں بہت کچھ سمیٹ کر رکھ دیا جائے یعنی جذبات بھڑکتے رہیں۔

(v) شاخوں پر جلے ہوئے بسیرے— شاعر اس منظر کو پیش کر رہا ہے جب خزاں کے بعد موسم بہار آتا ہے اور پرندوں کے جلے ہوئے آشیانوں کو دیکھ کر پتہ چلتا ہے کہ خزاں یہاں سے چلی گئی اور اب موسم بہار کی آمد ہے۔

نمبروں کی تقسیم

کل نمبر 10 = 2×5

5۔ درج ذیل میں سے کسی ایک سوال کا سو(100) الفاظ میں جواب لکھیے۔ 5

(i) 'روح ارضی آدم کا استقبال کرتی ہے' میں شاعر نے کیا کہنے کی کوشش کی ہے؟

(ii) نظم 'ملک بے سحر و شام' کے ذریعے شاعر نے کن سچائیوں کو بیان کیا ہے؟

جواب:

(i) اس نظم میں شاعر نے یہ بتانے کی کوشش کی ہے کہ آدم کی آمد پر زمین کی روح بڑی گرم جوشی سے ان کا استقبال کرتی ہے۔ آدم کو ان کی حقیقت بتاتی ہے کہ تم ذرا غور سے دیکھو اپنے وجود پر نظر ڈالو۔ کائنات کی ہر شے تمہارے لیے تخلیق کی گئی ہے۔ یہ سب تمہارے ہی محکوم ہیں فرشتوں نے آدم کو ان کی عظمت کا احساس دلاتے ہوئے جنت سے رخصت کیا تھا پھر دنیا میں اس طرح ان کا شاندار استقبال بھی کیا جانا چاہیے تھا۔

اقبال نے اس نظم میں مختلف پیغام دیے ہیں مثلاً جہد مسلسل یا عمل پیہم، خودی کی تعمیر، اپنی دنیا آپ تعمیر کرنے کی ہدایت، محنت کرنے کا درس، آزادی اور حریت سے زندگی گزارنے کا حوصلہ، دوسروں کے آگے نہ جھکنے کی تلقین، دیر و حرم سے گریز کرنے، مشرق اور مغرب کی اچھی چیزوں کی تقلید اور خراب چیزوں کو چھوڑ دینے کی ہدایت دی ہے۔

(ii) شاعر کا کہنا ہے کہ حقیقت یہ ہے کہ ہم آج مادّی ترقی کے اعتبار سے انتہائی بلندیوں پر ہیں۔ نئے زمانے کی ضرورتوں اور تقاضوں نے ہمیں کئی ایسی چیزوں سے محروم کر دیا ہے جن سے ہم روحانی مسرت حاصل

کر لیتے تھے۔اب ہمیں نہ تو قدرت کے حسین مناظر سے لطف اندوزی کا وقت حاصل ہے نہ ہم سورج کے طلوع وغروب کا منظر دیکھ پاتے ہیں نہ ندی کے بہتے پانی سے چھیڑ چھاڑ کر سکتے ہیں۔یعنی ہماری مصروفیات اتنی ہیں کہ ہمیں یہ بھی پتہ نہیں چلتا کہ سورج کب نکلتا ہے اور کب ڈوب جاتا ہے یعنی فطرت سے دوری ہوگئی ہے اور اتنا وقت نہیں کہ ہم مناظر فطرت سے روحانی فیض حاصل کر سکیں۔

نمبروں کی تقسیم

کل نمبر **5×1 = 5**

6۔ درج ذیل میں سے صرف دو سوالوں کے مختصر جواب لکھیے۔ 10

(i) تعمیر خودی کا کیا مطلب ہے؟

(ii) ''خود اپنی زندگی کا معمار بن رہا ہوں'' اس مصرے کا کیا مطلب ہے؟

(iii) رستے میں ڈیرے جمالینے کا کیا مطلب ہے؟

(iv) 'کھیتوں سے بغاوتوں کی سپاہ اگنے' کا کیا مطلب ہے؟

جواب:

(i) تعمیر خودی کا مطلب ہے کہ خود اپنے آپ کو پہچاننا یعنی اپنی خودی کی تعمیر کر اپنے اندر وہ بات پیدا کر جس سے تو اپنے منصب کا شعور حاصل کر سکے پھر دیکھ کہ تیری آہیں اپنا کیا اثر دکھاتی ہیں۔

(ii) اس مصرعے میں جمیل مظہری کہتے ہیں کہ قدرت نے آدمی کو وہ قوت عطا کی ہے کہ وہ خود اپنے لیے جنتیں تعمیر کر سکے اپنے لیے جہان نو تعمیر کر سکے وہ خود اپنی زندگی آپ ہی تعمیر کرتا ہے وہ خود اپنی زندگی کا معمار ہے۔ اس مصرعہ میں جہد مسلسل کی بات کہی گئی ہے۔انسان اپنے عمل سے اپنی زندگی تعمیر کرتا ہے اس لیے شاعر نے انسان کو خود اپنی زندگی کا معمار کہا ہے۔

(iii) اس مصرعہ میں شاعر کہتا ہے کہ انسان کسی مقصد کو حاصل کرنے کے لیے کوشش کرتا ہے اور اس کے باوجود بھی وہ کامیاب نہیں ہو پاتا یعنی اعتراف شکست یعنی جب وہ منزل مقصود تک نہیں پہنچ پاتا تو تھک ہار کر راستے ہی میں ڈیرے جمالیتا ہے یعنی وہ کسی اور چھوٹے مقصد پر ہی قناعت کر لیتا ہے۔

(iv) جنگ آزادی میں کسان بھی شامل ہوگیے ہیں۔انھوں نے بھی بغاوت پر کمر کس لی ہے۔وہ بھی انقلاب زندہ باد کے نعرے لگا رہے ہیں۔ ہر انسان آزادی حاصل کرنا چاہ رہا ہے سامراجیت یا شہنشاہیت اور اس کے استحصال اس کے ظلم و ستم ،اس کے خلاف نفرت کا غم و غصہ کا ہر شخص یعنی کسان بھی بغاوت پر آمادہ ہوگئے ہیں۔

نمبروں کی تقسیم

کل نمبر 5×2 = 10

7۔ درج ذیل میں سے کسی ایک سوال کا تفصیلی جواب لکھیے۔ 4

(i) ناول 'بیوہ' کے ذریعے پریم چند ہمیں کیا پیغام دینا چاہتے ہیں؟

(ii) افسانہ 'کلرک کی موت' کا خلاصہ اپنے الفاظ میں لکھیے۔

جواب:

(i) جیسا کہ آج بھی دیکھنے میں آتا ہے کہ ہمارے سماج میں بیوہ کو وہ درجہ نہیں دیا جاتا جو ایک سہاگن کا ہوتا ہے۔حالانکہ آج بہت کچھ سدھار آچکا ہے۔ پہلے ہندوستانی سماج میں بیوہ کا برا حال تھا خاص کر ہندوؤں میں۔ بیوہ کو سماج سے باہر سمجھا جاتا تھا۔ بیوہ عورت کو اچھوت کا درجہ دیا جاتا تھا اسے اچھا کپڑا،خوش رنگ یا زیورات پہننا اچھا نہیں سمجھتے تھے اور اس کی دوسری شادی کے بارے میں تو سوچنا بھی گناہ سمجھتے تھے۔لیکن اب کچھ تو انگریزی تعلیم کے اثر سے کچھ مسلمانوں اور عیسائیوں سے اثر لے کر ہندوؤں میں بھی سماج میں سدھار ہوا اور بیوہ کی دوسری شادی کی حمایت کرنے لگے۔اسی کو بنیاد بنا کر پریم چند نے اپنا ناول ''بیوہ'' لکھا جس میں بیوہ کی شادی کی حمایت کی ہے۔ پریم چند نے اس ناول میں بیوہ کی شادی کی حمایت کی ہے بلکہ خود انھوں نے ایک بیوہ عورت شیورانی دیوی سے دوسری شادی کی تاکہ بیوہ عورت مرتے دم تک بیوہ نہ کہلائے بلکہ اسے اپنی کھوئی ہوئی خوشیاں دوبارہ واپس مل جائیں۔

(ii) ایک معمولی کلرک چیروپاکوف نام کا دوربین کی مدد سے 'لے کلوش دے کارنوبل' نام کا کھیل دیکھ رہا تھا کہ اچانک اسے چھینک آگئی۔اس پر وہ بہت شرمندہ ہوا کیونکہ اس کے آگے والی قطار میں بیٹھا ہوا شخص نے اپنا

رومال نکال کر اپنا سر صاف کیا تو چیرویا کوف کو احساس ہوا کہ اس کی چھینک کی چھینٹیں آگے والے کے سر پر پڑی تھیں جسے اس نے اپنے رومال سے صاف کیا تھا۔ یہ دیکھ کر چیرویا کوف کو بہت شرمندگی ہوئی اور احساس ہوا تو اس نے آگے بیٹھے ہوئے شخص سے معافی مانگی۔ آگے والے آدمی نے اسے خاموش رہنے کا اشارہ کیا۔ چیرویا کوف کو پھر ندامت کا احساس ہوا پھر اس نے معذرت کی لیکن اسے تسلی بخش جواب نہیں ملا۔ گھر گیا اپنی بیوی کو قصہ بتایا بیوی نے مشورہ دیا کہ اس کے دفتر جا کر معافی مانگو۔ وہ دفتر پہنچا پھر معافی مانگی معذرت چاہی جنرل نے اسے چلے جانے کا اشارہ کیا چیرویا کوف نے پھر اس سے معذرت چاہی جنرل غصہ میں آپے سے باہر ہو گیا اور اسے باہر نکال دیا۔ چیرویا کوف احساس شرمندگی کی وجہ سے پریشان ہوا تھا لڑکھڑاتا ہانپتا کانپتا گھر پہنچا اور اپنی سرکاری وردی پہنے پہنے صوفے پر لیٹ گیا اور مر گیا۔ اسے اس بات کی شرمندگی تھی کہ اس سے یہ غیر اخلاقی عمل سرزد ہوا اور اسی شرمندگی نے اس کی جان لے لی۔

نمبروں کی تقسیم

کل نمبر **4×1 = 4**

8۔ درج ذیل میں سے صرف دو سوالوں کے مختصر جواب لکھیے۔ **6**

(i) افسانہ نگار نے بوڑھے مچھوارے کی تصویر کشی کس انداز میں کی ہے؟

(ii) ڈرامے کی تعریف لکھیے اور اس کے اجزائے ترکیبی بھی لکھیے۔

(iii) سبق میں ''مرحوم'' کس کو کہا گیا ہے اور کیوں؟

(iv) چیرویا کوف کو ایک صاحب اخلاق انسان کیوں کہا گیا ہے؟

جواب:

(i) تصویر کشی: وہ بوڑھا آدمی تھا چھوٹی کرسی پر بیٹھا تھا خاموش بے حس و حرکت منھ میں پائپ دبی ہوئی ہاتھ میں مچھلی پکڑنے کا کانٹا تھا، کوٹ پہنے ہوئے۔ دھیان کانٹے کی طرف نہ ہو کر جزیرے سے پرے شہر کے پلوں کی طرف دیکھ رہا تھا رہ رہ کر منھ میں دبی پائپ ہل اٹھتی تھی۔

(ii) ڈرامے کی مختلف تعریفیں کی گئی ہیں لیکن عام طور پر ڈرامہ کسی قصے یا واقعہ کو اداکاروں کے ذریعے ناظرین کے سامنے عملاً پیش کرنے کا نام ہے۔

ناول یا افسانے کی طرح ڈراما صرف پڑھنے یا لکھے جانے کی صنف نہیں ہے بلکہ اس کو پیش کرنے کا طریقہ بھی اہم ہوتا ہے۔ ڈرامہ تب ہی مکمل سمجھا جاتا ہے جب اسے عملاً اسٹیج پر پیش کر دیا جائے اور یہی چیز ڈرامے کو افسانے یا ناول سے مختلف کرتی ہے۔

اجزائے ترکیبی:— پلاٹ، کرادر، مکالمہ، مرکزی خیال، طریق پیشکش

(iii) مرحوم اس سائیکل کو کہا گیا ہے جوان کے دوست نے دی تھی اور سائیکل بہت ہی خستہ حالت میں تھی۔ کسی بھی طرح سے قابل قبول نہیں تھی۔ زنگ آلود ہر پرزہ حرکت کر رہا تھا جس کا مصنف نے یوں تعارف پیش کیا:

''مجمل ہیئت سے یہ صاف ظاہر تھا کہ ہل، رہٹ، چرخا اور اسی طرح کی جدید ایجادات سے پہلے کی بنی ہوئی ہے۔''

مصنف نے خود اپنے ہی ہاتھوں سے قدیم ترین سائیکل کو دریا برد کیا تھا اسی لیے انھوں نے اسے مرحوم کہا ہے اور اسی کی یاد میں ''مرحوم کی یاد میں'' ایک خوبصورت انشائیہ لکھا۔

(iv) چیرویا کوف کو ایک صاحب اخلاق انسان اس لیے کہا گیا کیونکہ چیرویا کوف ایک ذراسی چھینک آجانے پر شرمندہ ہو جاتا ہے جب اسے اس بات کا احساس ہوتا ہے کہ اس کے اس فعل سے دوسرے کسی محکمے کے آفیسر کو اپنے دستانے سے اپنا سر اور پیٹھ وغیرہ صاف کرنا پڑا ہے وہ اپنی اس غیر اخلاقی حرکت پر ایک نہیں کئی بار اس افسر سے معافی مانگتا ہے اور معافی نہ ملنے پر احساس شرمندگی اس کی جان لے لیتی ہے اور اسی وجہ سے اس کو صاحب اخلاق انسان کہا گیا ہے۔

نمبروں کی تقسیم

کل نمبر 6 = 2 × 3

9۔ درج ذیل میں سے صرف دو سوالوں کے تفصیلی جواب لکھیے۔ **20**

(i) دبستان لکھنؤ کی شاعری کی خصوصیات کیا ہیں؟

(ii) پریم چند کی ناول نگاری پر ایک تنقیدی مضمون لکھیے۔

(iii) جاں نثار اختر کی غزل گوئی کی خصوصیات تحریر کیجیے۔

(iv) ترقی پسند تحریک کے اغراض و مقاصد کیا تھے؟

جواب:

(i) دبستان لکھنؤ کی شاعری کی خصوصیات

a) لکھنؤ کے سیاسی سماجی حالات کا پس منظر

b) دبستان لکھنؤ کا آغاز

c) دبستان لکھنؤ کی خصوصیات

d) اہم شعرا کے نام

(ii) پریم چند کی ناول نگاری

پریم چند کا خاص مقصد اصلاح معاشرہ تھا اور اپنے ناولوں کے ذریعے وہ یہی مقصد انجام دینا چاہتے تھے۔ پریم چند ہندوستانی معاشرے میں پھیلے ہوئے انتشار سے کافی پریشان تھے۔ انھوں نے اپنے ناولوں کے ذریعے اصلاح سماج کا کام کیا اور ہندوستانی عوام کو برطانوی سامراجیت کی چال بازیوں سے آگاہ کیا۔ دیہات کو خصوصیاً اپنے ناولوں کا موضوع بنایا مزدور اور کسانوں کے خستہ حالات کی عکاسی کی۔ پریم چند کے یہاں ناول فنی اعتبار سے بھی خوب نظر آتا ہے۔ ان کے یہاں کردار نگاری، مکالمہ نگاری، نظریات، حیات سب سلیقہ سے ملتا ہے۔ سب سے اہم ماحول کی عکاسی متاثر کن انداز میں کرتے ہیں۔ پریم چند کو کہانی کہنے کا فن میں کمال حاصل ہے۔ زبان ان کی سادہ ہے، ''بیوہ''، ''گودان'' ان کے مشہور ناولوں میں سے ہیں۔

(iii) جاں نثار اختر کی غزل گوئی کی خصوصیات

جاں نثار حسین رضوی نام اور اختر تخلص تھا، انھوں نے کئی فلموں کے گیت بھی لکھے اور ان کی ادبی خدمات کے اعتراف میں سوویت لینڈ نہرو اعزاز پیش کیا گیا۔ آل احمد سرور لکھتے ہیں ''ان کے یہاں ایک شاعرانہ مزاج اور قلندرانہ انداز ہے جو ان کی شخصیت کے کھرے پن کو ظاہر کرتا ہے۔ ان کی شاعری نعروں کی شاعری نہیں دل کی آواز ہے۔'' گوپی چند نارنگ کا خیال یہ ہے کہ'' جاں نثار اختر کی نئی غزلیں پچھلی شاعری سے اس لحاظ سے مختلف ہیں کہ انھوں نے پہلی بار حقیقت کو پوری ذمہ داری کے ساتھ دیکھا اور ذہنی جرأت سے کام لیتے ہوئے صداقت کو پیش کیا۔''

حقیقت یہ ہے کہ ان کی شاعری کلاسکیت اور رومانیت، حقیقت نگاری اور قدیم وجدید کا حسین امتزاج ہے جس میں لطافت بھی ہے اور حرارت بھی، خلوص بھی ہے اور صداقت بھی۔ ان کی خاموشیاں بھی بولتی ہوئی محسوس ہوتی ہیں۔ ترقی پسند تحریک کے قابل قدر نمائندے رہے لیکن انھوں نے اپنی شاعری کو ہمیشہ نعرہ بازی سے دور رکھا یا یوں کہیے کہ ترقی پسند تحریک نے ان کی فطری شاعری کو کبھی مجروح نہیں کیا۔ ان کی شاعری میں فنی مہارت بھی ہے اور سیاسی وسماجی بصیرت بھی۔

ان کی شاعری کو تین زمروں میں تقسیم کر سکتے ہیں۔ ایک کامیاب غزل گو دوسرے کامیاب نظم نگار۔ اس کے علاوہ گھر آنگن کی رباعیات پیش کر کے انھوں نے ایک ایک نئی جہت کا بھی اضافہ کیا۔ ان کی شاعری میں زندگی کے لیے ایک درس اور ایک پیغام ہے۔ وہ زندگی سے جدوجہد کرنے کی تلقین کرتے ہیں۔ وہ انقلاب کے ترانے بھی گاتے ہیں اور پیار کے نغمے بھی سناتے ہیں۔

اگرچہ جاں نثار اختر نے بہت سی کامیاب نظمیں لکھیں لیکن مزاجاً وہ حسن وعشق کے شاعر ہیں۔ ان کی غزلوں میں سنجیدگی متانت، وزن، اور وقار، ملتا ہے۔ خیالات پاکیزہ، انداز بیان دلکش، طرز ادا میں ندرت، سچائی اور خلوص ان کی غزلوں میں زندگی مسکراتی، مہکتی اور تڑپتی ہوئی محسوس ہوتی ہے۔ حسن وعشق کے جذبات کا اظہار اتنے فطری اور اچھوتے انداز سے کرتے ہیں ان کی رباعیات بھی منفرد ہیں جس میں غنائی کی کیفیت اپنائیت اور رس ہے۔

(iv) ترقی پسند تحریک کے اغراض ومقاصد

a) ترقی پسند تحریک کی ابتدا

b) ترقی پسند تحریک کے مقاصد

c) ترقی پسند تحریک کے محرکات

d) ترقی پسند تحریک کے اہم مصنفین

e) اردو ادب پر ترقی پسند تحریک کے اثرات

نمبروں کی تقسیم

کل نمبر 20 =2 × 10

10۔ درج ذیل میں سے صرف تین سوالوں کے مختصر جواب لکھیے۔ **15**

(i) اردو زبان کے آغاز وارتقا کے بارے میں آپ کیا جانتے ہیں؟ لکھیے۔

(ii) مولانا الطاف حسین حالی کی حیات اور ادبی خدمات پر ایک نوٹ لکھیے۔

(iii) دلی کالج کی علمی وادبی خدمات کے بارے میں لکھیے۔

(iv) انشائیہ نگاری کی تعریف اور تاریخ بیان کیجیے۔

جواب:

(i) اردو زبان کا آغاز و ارتقا

اردو زبان کے آغاز سے متعلق مختلف رائے ہیں کسی نے کہا کہ آریہ جب ہندوستان آئے تو اپنے ساتھ ایک ترقی یافتہ تہذیب وتمدن اور زبان لے کر آئے۔ محمد حسین آزاد نے برج بھاشا کو ترجیح دی۔ حافظ محمود شیرازی اسے پنجابی کی بیٹی بتاتے ہیں۔ نصیرالدین ہاشمی دکن سے اس کی ابتدا بتاتے ہیں۔ مسعود حسن خاں دہلی کے اطراف کو اس کی جائے پیدائش قرار دیتے ہیں۔ دیکھا یہ گیا کہ اردو کی ابتدا مسلمانوں کی آمد ہی کے ساتھ ہوئی۔ ہندوستان میں مسلم حکومت

کے قیام کے ساتھ ہندو اور مسلمانوں میں ملاپ اور محبت کا جو سلسلہ شروع ہوا اس نے زبان کے بننے کے عمل میں بھی مدد کی۔ مختلف علاقوں میں اس کو مختلف ناموں سے پکارا۔ اسے ہندوی، دکنی، گجراتی اور اردوئے معلیٰ نام دیے۔ بدھ اور جین مذاہب کی تبلیغ کے لیے مقامی بولیوں کا سہارا لیا گیا۔ عوام نے اس کا استقبال کیا۔ برہمنوں نے اپنی زبان کے تقدس اور وقار کو برقرار رکھنے کے لیے ایک اونچے ادبی معیار پر اس کی تنظیم شروع کی اور اس کے لیے بڑے سخت اصول وضوابط اور قوانین مرتب کیے اور اسے سنسکرت کا نام دیا گیا۔ عوام کی زبانوں کو اپ بھرنش یعنی بگڑی ہوئی زبان کا نام دیا۔ اپ بھرنش کا یہ زوال ہندوستانی زبانوں کا آغاز ثابت ہوا۔ پنجابی، گجراتی، آریہ، مشرقی ہندی، بہاری اور مغربی ہندی ان سب کے میل جول سے ایک زبان پیدا ہوئی کھڑی بولی جس پر اردو اور ہندی کی بنیاد رکھی گئی۔ ہندوستانی زبانیں نئے انداز اور نئے اثرات کے ساتھ بننے لگیں۔ اردو کی بناوٹ میں کھڑی بولی کو بنیادی اہمیت حاصل ہے۔ آبرو شاکر ناجی، حاتم، یک رنگ وغیرہ نے ایہام گوئی کا آغاز کیا۔ بعد میں میر، درد اور سودا نے اردو شاعری کو بام عروج تک پہنچایا۔ یہی دور اردو شاعری کا عہد زریں کہلایا اور اس طرح اردو میں پہلے شاعری کا اور بہت بعد میں نثر کا آغاز ہوا۔

(ii) مولانا الطاف حسین حالیؔ کی حیات اور ادبی خدمات

خواجہ الطاف حسین حالی پانی پت میں پیدا ہوئے۔ حالی نو برس کے تھے کہ ان کے والد کا سایہ سر سے اٹھ گیا۔ والدہ پہلے ہی سے دماغی عارضے میں گرفتار تھیں۔ بھائیوں کی سرپرستی میں تعلیم حاصل کی۔ نوعمری میں شادی ہوئی۔ لاہور میں حالی نے انگریزوں اور محمد حسین آزاد کے ساتھ مل کر کام کرنا شروع کیا۔ حالی اور آزاد نے اردو میں نئی شاعری کی بنیاد ڈالی۔ حالی نے نئے انداز کی سوانح عمریاں یعنی حیات سعدی (1886) میں اور یادگار غالب 1897 میں اور حیات جاوید 1901 میں لکھ کر اردو ادب میں نئے راستے نکالے۔ غزل میں انھوں نے سادگی اور سنجیدگی کو فروغ دیا۔ 1893ء میں اپنا دیوان شائع کیا۔ انھوں نے کہا کہ اب ملک وقوم کی بھلائی والی شاعری ہونی چاہیے۔ شاعری اور ادب کے بارے میں سنجیدہ غور وفکر کے راستے کھولے۔ اس سے اردو زبان کا وقار بڑھا، تقریروں اور تحریروں کے ذریعے جدید شاعری کے اصولوں کی حمایت اور تلقین کرتے رہے۔ حالی نے اخلاق، انسانی تہذیب وغیرہ عنوانات کو اپنایا۔ ان میں تخیل سے زیادہ مشاہدہ اور احساس سے زیادہ عقل کی قوتیں کارفرما تھیں۔ حالی کا لازوال کارنامہ مسدس ہے۔ ان کی پہلی اہم نثری تصنیف مجالس النسا ہے۔ حالی کو صحیح الفاظ کو برمحل استعمال کرنے کا کمال حاصل ہے۔

(iii) دلی کالج کی ادبی خدمات

(a) دلی کالج کے قیام کی مختصر تعریف

(b) دلی کالج سے وابستہ مصنفین کے نام

(ماسٹر رام چندر، مولوی ذکاء اللہ، مولوی امام بخش صہبائی، ڈپٹی نذیر احمد، محمد حسین آزاد وغیرہ)

(c) دلی کالج کی ادبی و عملی خدمات

(d) اردو زبان و ادب کی تاریخ میں دلی کالج کی خاص اہمیت۔

(iv) انشائیہ نگاری کی تعریف اور تاریخ

اردو میں دیگر نثری اصناف کی طرح انشائیہ بھی ایک خاص صنف ہے۔ اس کو مضمون بھی کہا جاتا ہے۔ ناول اور افسانہ کی طرح انشائیہ بھی مغربی اثر سے وجود میں آیا۔ انشا پرداز کی اپنی ذہنی اپج خیالات کی بلندی اور ذاتی تاثرات کو فنی انداز میں پیش کرنے کا نام انشائیہ ہے۔ اس کا لکھنے والا اس کا خیال رکھتا ہے کہ اس میں علمیت یا افکار و مسائل کا بیان نہ صرف تخلیقی طور پر ہو بلکہ اس کی عبارت ادبی چاشنی شگفتگی، تاثر اور مزاح سے بھرپور ہو۔ قاری اسے پڑھ کر ذہنی آسودگی کے ساتھ ساتھ قلبی مسرت بھی محسوس کرے۔ انشا پرداز کا کمال یہ ہے کہ وہ آزاد خیالی کے ساتھ بات میں بات پیدا کرتا ہو، مضمون کو نئے نقطہ نظر اور نئی روشنی کے ساتھ دلچسپ انداز میں پیش کرے۔

اردو ادب میں انشائیہ کا آغاز سرسید کے ان مضامین سے ہوتا ہے جو انھوں نے اپنے رسالہ ''تہذیب الاخلاق'' میں لکھے۔ انشائیہ میں مذہبی، سماجی، اخلاقی، علمی اور سیاسی یعنی ہر قسم کے مضامین لکھے جاسکتے ہیں۔ انشائیہ نگار کے لیے ضروری ہے کہ وہ زبان و بیان پر پوری قدرت رکھتا ہو۔

انشا پردازوں میں محمد حسین آزاد، ابوالکلام آزاد، رشید احمد صدیقی، پطرس بخاری وغیرہ قابل ذکر ہیں۔

نمبروں کی تقسیم

کل نمبر 5×3 = 15

11۔ درج ذیل سوالوں کے متبادل جوابات میں سے صحیح جواب تلاش کر کے لکھیے ۔ 5

(i) کہانی ''جلتی جھاڑی'' کا تخلیق کار ہے:

(a) بلونت سنگھ

(b) سریندر پرکاش

(c) نرمل ورما

(ii) ان میں سے کون شاعر نہیں ہے؟

(a) غالبؔ

(b) قرۃ العین حیدر

(c) اختر الایمان

(iii) ''زرد پتوں کی بہار'' ہے ایک

(a) کہانی

(b) سفرنامہ

(c) آپ بیتی

(iv) علامہ اقبال کا سنہ پیدائش ہے:

(a) 1877ء

(b) 1867ء

(c) 1870ء

(v) پانچ مصرعوں والی نظم کو کہتے ہیں:

(a) مسدس

(b) مخمس

(c) مثلث

جواب:

(i) (c) **نرمل ورما**

(ii) (b) **قرۃ العین حیدر**

(iii) (b) **سفر نامہ**

(iv) (a) 1877

(v) (b) **مخمس**

نمبروں کی تقسیم

نمبروں کی تقسیم **1×5 = 5**